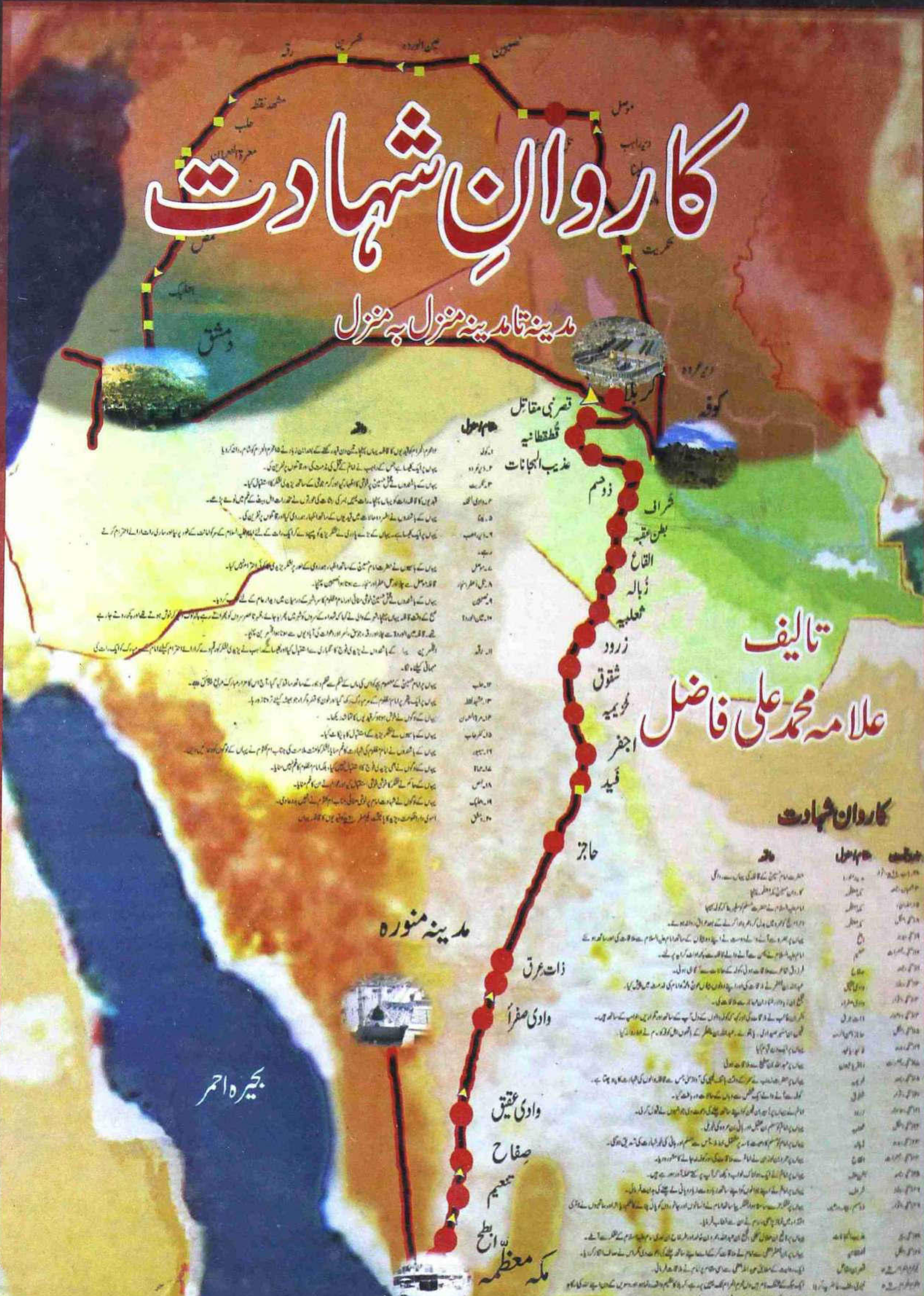


کاروانِ شہادت
مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل
تالیف
علامہ محمد علی فاضل
دمشق
کربلا
کوفہ
قصر بنی مقاتل
قطقطانیہ
عذیب الہجانات
ذوحسم
شراف
بطن عقبہ
القاع
زبالہ
ثعلبیہ
زرود
شقوق
خزیمیہ
اجفر
فید
حاجز
مدینہ منورہ
ذات عرق
وادی صفراٗ
وادی عقیق
صفاح
تنعیم
ابطح
مکہ معظمہ
بحیرہ احمر
کاروانِ شہادت
موصل
تکریت
حلب

قال سیّد الشّھدآء ابو عبد الله الحسین علیه السلام :

............اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّةِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینه تا مدینه، منزل به منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الہادی

جامعۃ الکوثر۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تامدینہ، منزل بہ منزل
تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل
پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز
ناشر: مکتبۃ الہادی _ جامعۃ الکوثر اسلام آباد
تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)
راجن پور، پنجاب پاکستان
فنی تعاون: مہدی فاضل
ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی - جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2
اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء
ہدیہ: -/350 روپے

دور نگا کتا کر رہا ہے۔

۱۷۔ شَراف
(ہفتہ ۲۶/ذی الحجہ ۶۰ھ)

(معجم البلدان حرف شین، الامام الحسین واصحابہ ص ۱۸۱ میں درج ہے کہ) شراف، شین کی زبر کے ساتھ، قبیلہ بنی وہب کے ایک شخص بنام شَراف یا اشراف نے یہاں پر پانی کیلئے کنویں کھودے تھے جن کا پانی نہایت شیرین اور خوشگوار تھا۔

(الامام الحسینؑ واصحابہ ص ۱۸۱) میں ہے کہ، یہ جگہ مکہ مظمہ سے کوفہ کی طرف آنے والے راستہ پر ہے، واقصہ اور قرعاء کے درمیان، احساء سے یہاں تک کا فاصلہ ۸ (آٹھ) میل بنتا ہے۔

جو شخص مکہ سے کوفہ کا سفر اختیار کرتا ہے اس کے لئے عقبۃ البطن کے بعد دوسری منزل ''واقصہ'' ہے جسے ''واقصۃ الحزون'' بھی کہتے ہیں......

میں پڑاؤ کرتا ہے، مگر امام عالیمقامؑ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اس سے اگلی منزل یعنی شراف میں قیام کو ترجیح دی، اس کی وجہ شراف میں پانی کی فراوانی تھی۔

ابومخنف، عبداللہ بن سلیم اور بنی اسد کے ایک اور شخص سے نقل کرتے ہیں کہ:

''امام حسین علیہ السلام کا کاروانِ نور، منزلِ شراف میں اترا، رات کو یہیں قیام کیا، دن کو بوقتِ سَحر ساقیٔ کوثر کے فرزند نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانی کی مشکیں بھر کر چلیں''

ادھر جب عبیداللہ بن زیاد کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ مکرمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو اس نے اپنی پولیس کے سربراہ ''حصین بن نمیر ___ یا بقول ابن تمیم'' کو فوج کا سربراہ بنا کر ''قادسیہ'' کی طرف روانہ کر دیا، کیونکہ قادسیہ حجاز کی طرف سے عراق کی جانب آنے والے راستے کا ایک مرکزی مقام تھا۔

چنانچہ اس نے آتے ہی اپنی زیرکمان فوج کو ''قادسیہ'' سے ''خفان'' تک اور ''قطقطانیہ'' سے ''لعلع'' تک، نیز ''واقصہ'' سے شام اور بصرہ کی راہوں پر اپنی ڈیوٹی سنبھالنے کا حکم دیا، اور ساتھ ہی یہ بھی تاکید کر دی کہ تمام راستوں کی اچھی طرح نگرانی کریں اور ہر آنے جانے والے پر کڑی نگاہ رکھیں۔

چونکہ امام علیہ السلام بھی اپنے ساتھیوں سمیت روانہ ہو چکے تھے کہ اثناءِ راہ میں انہیں عربوں کا ایک گروہ ملا، امامؑ نے ان سے راستے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہی کہا کہ: ''ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ نہ تو کہیں پر جا سکتے ہیں اور نہ ہی کہیں سے آ سکتے ہیں''

امام نے بہر حال اپنا سفر جاری رکھا اور چونکہ حصین بن نمیر کے ساتھ چار ہزار کا لشکر تھا، اس نے ایک ہزار کا لشکر حُر بن یزید ریاحی کی کمان میں دے دیا جبکہ بعض روایات کے مطابق حُر ایک ہزار کا لشکر لیکر براہ راست کوفہ سے امام علیہ السلام کی نگرانی پر مامور ہوا۔

سلطان کم سپاہ فرزندِ رسول خداؐ کے قافلہ میں جو دو اسدی آدمی تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ ''امامؑ کے قافلہ سے کسی نے راستے کے درمیان جبکہ ظہر کا وقت بھی قریب ہو رہا تھا، اچانک نعرہ تکبیر بلند کیا، امام علیہ السلام نے بھی ''اللہ اکبر'' کہا، اور ساتھ ہی پوچھا کہ ''کس وجہ سے یہ نعرہ بلند کیا ہے؟'' کہا مجھے وہ سامنے سے خرما کے کچھ درخت نظر آ رہے ہیں!!، ان دونوں اسدیوں نے کہا ''یہاں پر خرما کا ایک درخت بھی موجود نہیں ہے'' امام علیہ السلام نے ان سے پوچھا: ''تو پھر تم کیا سمجھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''دشمن کے لشکر کے نیزے اور ان کے گھوڑوں کی گردنیں معلوم ہوتی ہیں''

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''میں بھی یہی سمجھتا ہوں''

پھر پوچھا:

''آیا ادھر کہیں پر کوئی ایسی پناہ گاہ موجود ہے جہاں پر ہم جا کر اسے اپنی پشت پر قرار دیں اور دشمن ہمارے سامنے رہے اور صرف ایک ہی طرف سے ہم اس کے روبرو ہوں!!''

انہوں نے کہا: ہاں! یہاں سے بائیں جانب ''ذو حُسَم'' نامی ایک جگہ ہے، یہ سن کر امام علیہ السلام نے ادھر کو چلنے کا حکم دیا، جبکہ دشمن کی فوج بھی اُسی طرف کو بھاگے آ رہی تھی، مگر امام کا قافلہ ان سے پہلے پہنچ چکا تھا۔

۱۸۔ ذو حُسَم
(اتوار، ۲۷/ ذی الحجہ ۶۰ھ)

(مقتل الحسین مقرم ص۱۸۲) میں ہے کہ ''ذو حُسَم'' ایک پہاڑ کا نام ہے، جہاں نعمان بن منذر شکار کھیلا کرتا تھا۔
۲۷/ ذی الحجہ بروز اتوار امام علیہ السلام کا نوری کاروان اس منزل پر پہنچ گیا اور حکم دیا کہ یہیں پر خیمے نصب کئے جائیں۔

حر کی ملاقات:

ظہر کا وقت تھا کہ حر بن یزید ریاحی اپنے ایک ہزار لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گئے اور امام علیہ السلام کے قافلے کے سامنے آ کھڑے ہوئے، امام علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ "ان لوگوں کو بھی سیراب کرو اور ان کے جانوروں کو بھی جی بھر کے پانی پلاؤ!" امامؑ کا حکم پا کر آپ کے ساتھیوں نے دشمن کے لشکر اور ان کے گھوڑوں کو خوب خوب سیراب کیا، چنانچہ اب پتہ چلا کہ امام علیہ السلام نے منزلِ شراف پر اپنے جوانوں کو زیادہ سے زیادہ پانی اپنے ساتھ لے چلنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

علی بن طعان کہتا ہے کہ:

میں حر کے لشکر میں تھا مگر کسی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گیا تھا لہٰذا دیر سے یہاں پہنچا کہ جب کہ کچھ سیراب ہو چکے تھے، بہت تھکا ہوا اور پیاسا تھا جب امامؑ نے میری اور گھوڑے کی یہ کیفیت دیکھی تو بنفس نفیس میرے پاس مشک لیکر آئے اور فرمایا: "لو پانی پیو!!" جب میں نے مشک سے پانی پینا چاہا تو پانی مشک کے دہانے سے زمین پر بہنے لگا، اور میں صحیح طور پر پانی نہیں پی سکتا تھا، امامؑ نے فرمایا: "مشک کے دہانے کو اچھی طرح پکڑو تا کہ پانی نیچے نہ گرے" میں حواس باختہ تھا اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ اتنے میں امام علیہ السلام نے مشک کا دہانہ پکڑا اور پانی کو گرنے سے بچایا، اور اپنے ہاتھوں سے مجھے پانی پلایا، تو میں نے بھی خوب سیر ہو کر پانی پیا اور میرے گھوڑے نے بھی۔

بقول خوارزمی۔ امام علیہ السلام نے اس سپاہ سے پوچھا کہ

"تم کون ہو؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ

"ہم امیر عبیداللہ بن زیاد کے سپاہی ہیں"

آپ نے پوچھا: "تمہارا کمانڈر کون ہے؟"

انہوں نے کہا: "حر بن یزید ریاحی!"

امامؑ نے حر سے پوچھا کہ:

"ہماری امداد کیلئے آئے ہو یا ہمارے ساتھ جنگ کرنے کیلئے؟"

حر نے جواب دیا کہ: "ہم آپ کا مقابلہ کرنے اور آپ کو روکنے کیلئے آئے ہیں!"

یہ سن کر امام علیہ السلام نے خدا سے حول اور قوت کی درخواست کی اور کہا:

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيم"



مسیر حرکت امام حسین(ع)